۲۸۶

۶/۳

14.4.2012 19464/129 استفتاء

دارالافتاء
فتوی نمبر ۳۵/۱۴۴۶
مورخہ ——

محترم مفتی صاحب دارالافتاء دارالعلوم کورنگی کراچی السلام علیکم

کیا فرماتے ہیں علماء و مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

محمد نور اور ف آپس میں میاں بیوی ہیں اور دو بچوں کے ماں باپ ہیں۔ تقریباً
دو سال قبل ف اپنے ناراض سسر و ساس کو منانے کیلئے اُنکے گھر گئی ہوئی تھی۔
محمد نور کی مرضی اور اجازت سے گئی تھی۔ اور جا کر وہاں سسر سے ملاقات کی اور
ساس اپنے بھائی کے گھر دوسرے محلہ گئی ہوئی تھی ف اپنی ساس سے ملنے کیلئے وہیں رک کر انتظار
کرنے لگی۔ ف کی نند نے موبائل کے ذریعہ ماں اور ماموں کو اطلاع کی کہ ف ملنے کیلئے آئی ہے اسکے
بعد محمد نور کو اسکی والدہ نے موبائل کے ذریعہ ماموں کے گھر میں ہی بلا کر ف کو وہاں بھیجنے پر
بہت ڈانٹ ڈپٹ کیا اور مرچی لگا کر خوب بھڑکایا تمہاری بیوی ف کو ہمارے گھر سے چلی جا کہو
اسی وقت محمد نور کی چھوٹی بہن نے بھی فون کر کے محمد نور سے کہا تمہاری بیوی ف ہمارے گھر میں ہے
اسکو بولو کہ فوراً یہاں سے چلی جائے۔ ماں ماموں اور بہن کی باتوں پر محمد نور کو ایسا غصہ
آیا کہ اسکے ذہن نے کام کرنا چھوڑ دیا۔ ف کو اپنی مرضی سے بھیجا تھا یہ بھول گئے۔

بقیہ صفحہ ۲ پر

محمد نور نے اپنی بہن سے کہا موبائل ف کو دو۔ پھر محمد نور نے منکوحہ ف
سے مخاطب ہو کر پہلے [illegible] اور وہاں جا کر غصہ کیا اور اسکے ساتھ ہی
یہ بھی کہا تم وہاں سے فوراً چلی جاؤ میں آ رہا ہوں اگر آنے کے بعد مجھے تم وہاں
پر ملی تو تمہیں تین طلاق ہے اسکے ساتھ ہی موبائل بند کر دیا اور اسکے کچھ دیر بعد محمد نور
اور انکی والدہ ایک ساتھ مامی کے گھر آئے۔ وہاں جب ف کو دیکھا تو شور مچانے
لگی کہ تم پھر بھی یہاں پر رہ گئی۔ یہ جملہ سن کر ف حیران ہو رہی تھی جبکہ ساتھ ہی محمد نور بھی گھر میں داخل ہوا
تو محمد نور نے بھی ف کو مامی کے گھر میں دیکھا۔ فوراً ہی محمد نور نے ف سے کہا میں نے تم کو چلی جانے
پر شرط پر معلق کیا تھا تم گئی کیوں نہیں؟ ف نے جواب دیا کہ تم نے موبائل میں جو شرط دی
تھی وہ میں نے سنا نہیں ورنہ کب کی چلی جاتی۔ مذکورہ صورت میں ف پر طلاق واقع
ہوئی کہ نہیں شرعی احکام صادر کیجئے میں مشکور رہوں گی

فقط

المستفتی
محمد شاکر مکان نمبر L.287
سیکٹر 34/2 کورنگی کراچی
0345-3449683

دارالافتاء

10128

بسم الله الرحمن الرحيم

دار الافتاء

الجواب حامدًا ومصليًا

مفتی غیب نہیں جانتاوہ سوال کے مطابق جواب دیتا ہے۔ سوال کے سچ یا جھوٹ کی ذمہ داری سائل پر ہوتی ہے اور واقعہ کی تحقیق کرنا مفتی کی ذمہ داری نہیں۔ نیز مفتی کے فتوی سے کوئی حرام حلال یا کوئی حلال حرام نہیں ہو جاتا، لہذا اگر کوئی غلط بیانی کے ذریعے فتوی حاصل کرے گا تو اس کا وبال اسی پر ہو گا۔

بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوئی کیوں

اس تمہید کے بعد اصل سوال کا جواب یہ ہے کہ شوہر کا یہ کہنا ''اگر میرے آنے کے بعد تم مجھے وہاں ملی تو تمہیں تین طلاق ہے'' فقہی نقطۂ نظر سے یمینِ مؤقتہ ہے (یعنی اس نے طلاق کو اپنے آنے تک بیوی کے وہاں رہنے کے ساتھ معلق کیا ہے) ایسی صورت میں یمین کے منعقد ہونے اور اس کے باقی رہنے کیلئے ''امکانِ بر'' یعنی قسم پوری کرنے کا ممکن ہونا ضروری ہے اور صورت مسئولہ میں "امکان بر "اسی وقت ممکن ہے جب کہ شوہر کے یہ الفاظ بیوی کے علم میں بھی آجائیں۔ لہٰذا اگر واقعی بیوی نے اپنے شوہر کے یہ الفاظ نہیں سنے تھے اور نہ ہی یہ الفاظ اس کے علم میں آئے تھے کہ ''اگر میرے آنے کے بعد تم مجھے وہاں ملی تو تمہیں تین طلاق ہے'' تو اس صورت میں اس پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوئی۔ کیونکہ شوہر نے یہ الفاظ بیوی کو خطاب کر کے کہے تھے اور اس کا مقصود بیوی کو وہاں ٹھہرنے سے منع کرنا تھا اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جبکہ شوہر کے یہ الفاظ بیوی سنتی یا اس کے علم میں بھی آجاتے۔ البتہ اگر بیوی نے یہ الفاظ سن لئے تھے یا اس کے علم میں یہ الفاظ آگئے تھے، اس کے باوجود وہ اپنے شوہر کے آنے تک سسرال میں ٹھہری رہی تو اس صورت میں اس پر تین طلاقیں واقع ہو کر حرمتِ مغلظہ ثابت ہوگئی، جس کا حکم یہ ہے کہ اب رجوع نہیں ہو سکتا اور نہ ہی یہ دونوں حلالہ کے بغیر آپس میں دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں۔ اور اس بات کا فیصلہ کہ بیوی نے یہ الفاظ سُنے تھے یا نہیں، بیوی خود کرے۔ اس پر لازم ہے کہ فیصلہ کرتے ہوئے وہ اپنی قبر و آخرت کو سامنے رکھ کر فیصلہ کرے اور چند روزہ زندگی کیلئے اپنی آخرت خراب نہ کرے۔

قال فی حاشية رد المحتار - (ج ٣ / ص ٤١٩)

اعلم أنهم صرحوا بأن فوات المحل يبطل اليمين وبأن العجز عن فعل المحلوف عليه يبطلها أيضا لو موقتة لا لو مطلقة وبأن إمكان تصور البر شرط لانعقادها في الابتداء مطلقا وشرط لبقائها لو موقتة وعلى هذا فقولهم في ليشربن ماء هذا الكوز اليوم ولا ماء فيه لا يحنث وجهه أنها لم تنعقد لعدم إمكان البر ابتداء وفيما لو كان فيها ماء فصب تبطل لعدم إمكان البر بعد انعقادها ــــــفصار الحاصل أنه إذا كان

0129

شرط الحنث عدميا فإن عجز عن شرط البر بفوات محله لا يحنث وإن مع بقاء المحل حنث سواء كان المانع حسيا أو لا وكذا لو كان المانع كونه مستحيلا عادة كمس السماء وإن كان الشرط وجوديا لا يحنث مطلقا ولو كان المانع غير حسي في المختار هذا ما تحرر لي من كلامهم والله تعالى أعلم فافهم

الهداية شرح البداية – (٢ / ٨٣)

ومن قال إن لم أشرب الماء الذي في هذا الكوز اليوم فامرأته طالق وليس في الكوز ماء لم يحنث فإن كان فيه ماء فأهريق قبل الليل لم يحنث وهذا عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله وقال أبو يوسف يحنث في ذلك كله يعني إذا مضى اليوم وعلى هذا الخلاف إذا كان اليمين بالله تعالى وأصله أن من شرط انعقاد اليمين وبقائه تصور البر عندهما خلافا لأبي يوسف رحمه الله ---ولو كانت اليمين مطلقة ففي الوجه الأول لا يحنث عندهما وعند أبي يوسف رحمه الله يحنث في الحال وفي الوجه الثاني يحنث في قولهم جميعا فأبو يوسف رحمه الله فرق بين المطلق والمؤقت ووجه الفرق أن التوقيت للتوسعة فلا يجب الفعل إلا في آخر الوقت فلا يحنث قبله وفي المطلق يجب البر كما فرغ وقد عجز فيحنث في الحال وهما فرقا بينهما ووجه الفرق أن في المطلق يجب البر كما فرغ فإذا فات البر بفوات ما عقد عليه اليمين يحنث في يمينه كما إذا مات الحالف والماء باق أما في المؤقت فيجب البر في الجزء الأخير من الوقت وعند ذلك لم تبق محلية البر لعدم التصور فلا يجب البر فيه فتبطل اليمين كما إذا عقده ابتداء في هذه الحالة

باقی بدائع اور دیگر کتب میں نوادر کے حوالہ سے جو ایک مسئلہ ذکر کیا گیا ہے کہ: " اگر کسی شخص نے اس بات کی قسم کھائی کہ میں زید سے بات نہیں کرونگا، اور وہ زید کو جانتا نہیں تھا پھر اس نے لاعلمی میں زید سے بات کرلی تو وہ حانث ہو جائے گا" اور اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ: وَالْعِلْمُ بِشَرْطِ الْحِنْثِ لَيْسَ بِشَرْطٍ فِي الْحِنْثِ۔

توبظاہر اس مسئلہ پر زیرِ بحث مسئلہ کو قیاس نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ بدائع میں جو مسئلہ بیان کیا گیا ہے اس کا تعلق یمین مطلق سے ہے اور ابتداء یمین کے وقت امکانِ بر کی شرط موجود تھی اس لئے وہ قسم منعقد ہوگئی، اس کے بعد عجز طاری ہوا جو حنث سے مانع نہیں کیونکہ یمینِ مطلق کی ابتداء کیلئے تو "امکانِ بر" ضروری ہے لیکن اس کی بقا کیلئے "امکانِ بر" ضروری نہیں، اس لئے اس مسئلہ میں قسم کھانے والا حانث ہو جائے گا۔ جبکہ زیرِ بحث مسئلہ بدائع میں ذکر کردہ مسئلہ سے مختلف ہے، ان دونوں مسئلوں میں دو طرح کا فرق ہے:

(الف)۔۔ بدائع میں جو مسئلہ بیان کیا گیا ہے وہ یمینِ مطلقہ کے قبیل سے ہے جبکہ زیرِ بحث مسئلہ یمینِ مؤقتہ کے قبیل سے ہے۔

0130

(ب)۔۔زیر بحث مسئلہ میں عجز اور ’’عدمِ امکان بر‘‘ ابتداءِ یمین کے وقت سے ہے جو کہ انعقادِ یمین سے اصلاً مانع ہے (خواہ یمین مطلق ہو یا مؤقت، جیسا کہ اوپر ردالمحتار کی عبارت میں اس کی تصریح گزری ہے) لہٰذا یہ یمین سرے سے منعقد ہی نہیں ہوئی۔ بخلاف بدائع میں ذکر کردہ مسئلہ کے کہ اس میں ابتداء میں امکانِ بر متصور تھا اس لئے اس میں یمین منعقد ہو گئی تھی۔

اس کے بجائے اگر زیر بحث مسئلہ کو ہم اس مسئلہ پر قیاس کریں جس کو علامہ شامی نے قنیہ کے حوالہ سے ذکر کیا ہے تو بظاہر یہ زیادہ مناسب ہوگا، علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حاشية ابن عابدين (رد المحتار) – (٣ / ٣٤٣)

ومنه ما في القنية: سكران طرق الباب فلم يفتح له فقال إن لم تفتحي الباب الليلة فأنت طالق ولم يكن في الدار أحد لا تطلق نهر

بظاہر یہاں طلاق واقع نہ ہونے کی علت یہی ہے کہ یہاں عورت دروازہ کھولنے پر قادر نہیں اور اس عدم قدرت اور عجز کی وجہ شاید یہی ہے کہ عورت شوہر کے اس حکم سے لاعلم ہے، اور یمین بھی مؤقت ہے یعنی رات کے ساتھ مقید ہے۔ چنانچہ اگر شوہر کی یہ بات اس کے علم آجاتی اور اس کے باوجود وہ دروازہ نہ کھولتی تو طلاق واقع نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ پھر قنیہ کے اس مسئلہ کو علامہ شامی رحمہ اللہ نے علامہ حصکفی رحمہ اللہ کے قول:

وشرط صحته كون الشرط معدوما على خطر الوجود، فالمحقق كإن كان السماء فوقنا تنجيز، والمستحيل كإن دخل الجمل في سم الخياط لغو الدر المختار – (ج ٣ / ص ٣٧٦)

کے تحت ’’مستحیل‘‘ کی مثال دیتے ہوئے ذکر فرمایا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ جب قسم کھانے والا کسی کو مخاطب کر کے قسم کو اس مخاطب کے فعل پر معلق کردے تو اس مخاطب کو اس تعلیق کا علم ہونا ضروری ہے اور اس تعلیق سے لاعلم رہنا انعقادِ یمین کی شرط ’’امکانِ بر‘‘ کے خلاف ہے۔ کیونکہ انعقادِ یمین کی شرط یہ ہے کہ جس بات کے ساتھ قسم کو معلق کیا ہے کہ وہ ’’معدوم علی خطر الوجود‘‘ ہو یعنی اس کا ہونے یا نہ ہونے دونوں کا امکان ہو، کیونکہ ’’تعلیق یمین‘‘ کسی کام پر ابھارنے یا کسی کام سے روکنے کیلئے ہوتی ہے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب کہ مخاطب کو اس تعلیق کا علم بھی ہو جائے۔ علامہ شامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حاشية رد المحتار – (ج ٣ / ص ٣٧٦)

قوله (على خطر الوجود) أي مترددا بين أن يكون وأن لا يكون لا مستحيلا ولا متحققا لا محالة لأن الشرط للحمل والمنع وكل منهما لا يتصور فيهما شرح التحرير

البحر الرائق – (٤ / ٢)

وشرط صحة التعليق كون الشرط معدوما على خطر الوجود فخرج ما كان محققا كقوله أنت طالق إن كان السماء فوقنا فهو تنجيز وخرج ما كان مستحيلا كقوله إن دخل الجمل في سم الخياط فأنت طالق فلا يقع أصلا لأن غرضه منه تحقيق النفي حيث علقه بأمر محال وهذا يرجع إلى قولهما إمكان البر شرط انعقاد اليمين خلافا لأبي يوسف

وعلى هذا ظهر ما في الخانية لو قال لها إن لم تردي علي الدينار الذي أخذتيه من كيسي فأنت طالق فإذا الدينار في كيسه لا تطلق امرأة

خلاصہ یہ ہوا کہ بدائع میں ذکرکردہ مسئلہ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ عدمِ علم ''امکانِ بر'' کے خلاف نہیں، بلکہ اس میں صرف اتنی بات کی صراحت ہے کہ اُس خاص صورت میں قسم کھانے والا حانث ہوجائیگا اور حانث ہونے کی وجہ یہ نہیں کہ عدمِ علم ''امکانِ بر'' کے خلاف نہیں بلکہ یہ (یعنی عدمِ علم) ''امکانِ بر'' کے خلاف ہی ہے جیسا کہ شامی کے ''سکران'' والے مسئلہ سے ثابت ہوتاہے۔ البتہ اس کے باوجود حانث ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ مسئلہ ''یمینِ مطلق'' کے قبیل سے ہے اور ''یمین مطلق'' کے منعقد ہونے کے بعد اس کی بقاء کیلئے ''امکانِ بر'' ضروری نہیں۔

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں اگر واقعۃً بیوی نے شوہر کی مذکورہ بات نہیں سنی تھی یعنی شوہر کی طرف سے تعلیق والی بات بیوی کے علم میں نہیں آئی تھی تو اس کے حق میں یہ یمین منعقد نہیں ہوئی، اور طلاق واقع نہیں ہوئی واللہ تعالیٰ اعلم

طلحہ
محمد طلحہ عفی عنہ
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
۲۷ جمادی الثانیہ ۱۴۳۳ھ
۱۹ مئی ۲۰۱۲ء

الجواب صحیح
بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ
۲۷-۶-۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح
احقر محمود اشرف غفر اللہ
۲۷-۶-۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح
بندہ عبد المنان عفی عنہ
۲۷-۶-۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح
۲۷-۶-۱۴۳۳ھ

مفتی
نائب مفتی
دار الافتاء
۳۵/۱۴۳۶
۲۹/۶/۱۴۳۳ھ